انسداد غربت و افلاس : سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

ERADICATION OF POVERTY IN THE LIGHT OF THE SIRAH OF THE PROPHET

Tahmina Fazil
Dr. Monazza Hayat

Abstract

Poverty is a complex situation. The world has been struggling to overcome poverty for centuries. This is a great challenge facing the modern world. A comprehensive approach is needed to develop poverty averting strategies and programs. Prophet Muhammad not only removed the misunderstanding of the people about poverty, but also gave them such rules and regulations which, on the one side, alleviated the poverty of the people and, on the other, became a means of improving the economic life of others. It is, therefore, important for us to highlight and follow the economic principles laid down by the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) for the eradication of poverty. This article highlights the role of the Holy Prophet in alleviating poverty.

Key word: *Poverty, Modern World, Reduction, Seerah, Principles.*

خلاصہ

غربت ایک پیچیدہ صورتحال ہے۔ دنیا صدیوں سے غربت پر قابو پانے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ یہ جدید دنیا کو درپیش ایک بڑا چیلنج ہے۔ غربت کے انسداد کی حکمت عملی اور پروگرام تیار کرنے کے لئے ایک جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے۔۔ حضرت محمد ﷺ نے غربت کے بارے میں نہ صرف لوگوں کے ذہنی ابہام کو دور کیا، بلکہ ان کو ایسے اصول و ضوابط دیے کہ جن سے نہ صرف لوگوں کی اپنی غربت دور ہوئی بلکہ وہ دوسروں کی معاشی زندگی کو بہتر بنانے کا ذریعہ بھی بنے۔ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم غربت کے انسداد کے لئے آپ ﷺ کے مرتب کردہ معاشی اصول کو اجاگر کریں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔ اس مقالہ میں غربت کے خاتمہ میں رسول اکرم ﷺ کے کردار کو اجاگر کیا گیا ہے۔

کلیدی کلمات: غربت، افلاس، سیرت طیبہ، جدید دنیا۔

تعارف

اس وقت انسانیت کے سنگین مسائل میں سے ایک مسئلہ غربت کا ہے۔آج دنیا کی تقریباً نصف آبادی غربت کی زندگی گزار رہی ہے۔ غربت کے معیار کے معاملے میں ورلڈ بینک نے جو پیمانہ مقرر کیا ہے اس کے مطابق جس شخص کی یومیہ آمدنی ایک یا دو ڈالر سے کم ہو اسے غریب کہا جائے گا۔[1] معاشی لحاظ سے دیکھا جائے تو غریب اس شخص کو کہتے ہیں جو کم ترین معیار زندگی بھی برقرار نہ رکھ سکتا ہو بلکہ اس معیار کے لئے بھی اس کے پاس وسائل و زرائع کا فقدان ہو۔ سادہ الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ غربت، بھوک و افلاس کا نام ہے۔ ایسا شخص جو بیماری میں علاج کے وسائل، اولاد ہونے پر اس کی پرورش اور تعلیم کے وسائل اور رہائش و خوراک کے وسائل میں فقدان کا شکار ہو وہ غریب کہلائے گا۔ اگر غربت کو جانچنے کے لئے ورلڈ بینک کے مقررہ پیمانے کو تسلیم کر لیا جائے تو ورلڈ بینک کی اپنی رپوٹ کے مطابق 1990 میں غربت 1.9 بلین تھی۔ یہ وہ تعداد ہے جو دو ڈالر سے کم آمدنی والی آبادی تھی۔ 2001ء میں یہ تعداد 2.7 ارب ہو گئ جبکہ Covid-19 کی وجہ سے 2020ء کے آخر تک یہ تعداد 2019ء کے مقابلے میں 40 سے 60 ملین زیادہ ہو جائے گی۔[2] ورلڈ بینک کی رپورٹ اپنی جگہ لیکن بھارت، بنگلہ دیش اور پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں صورتحال اس دو ڈالر کی لکیر سے بھی بدتر ہے۔اس سے پسماندہ ممالک کی حالت کا اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں غربت کی صورتحال

پاکستان میں غربت کی صورتحال بھی دنیا سے مختلف نہیں اور اس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ غربت کی اس بڑھتی ہوئی شرح کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی ایک غیر سرکاری تنظیم سسٹین ایبل ڈویلپمنٹ پالیسی انسٹی ٹیوٹ نے پاکستان میں بڑھتی ہوئی غربت پر ایک تحقیقی رپورٹ جاری کی ہے Sustainable Development Policy Instituteجس کے مطابق پاکستان کی ایک تہائی سے زیادہ آبادی تو وہ ہے جو غربت کی لکیر سے بھی انتہائی نچلی سطح پر زندگی گزار رہی ہے۔[3] 1998ء کی ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹ کے مطابق پاکستان 138 ویں نمبر پر ہے جب کہ کینیڈا پہلے، فرانس دوسرے اور ناروے تیسرے نمبر پر ہے۔ ہیومن ڈویلپمنٹ سے مراد کوئی معاشرہ معاشی انصاف، معاشرتی اقدار، انسانی حقوق کے معیار اور اپنے شہریوں کو روزگار اور بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لحاظ سے کس مقام پر کھڑا ہے۔[4]

2007ء میں انسانی معیار زندگی کی جو انڈیکس پاکستان کے ماہر اقتصادیات ڈاکٹر محبوب الحق نے شائع کی اس میں شامل 180 ممالک کی فہرست میں پاکستان کا نمبر 141 واں تھا اور اس خطے میں بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا اور بھوٹان پاکستان سے بہتر پوزیشن پر تھے۔[5] عالمی بینک کی رپوٹ ورلڈ ڈیولپمنٹ انڈیکیٹرز کے 2008ء میں کیے

گئے ایک سروے کے مطابق پاکستان کی 60.2٪ آبادی خط غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔[6] 2019ء کی ہیومن ڈیولپمنٹ رپورٹ میں 189 ممالک کی فہرست میں پاکستان کا نمبر مزید گر کر 152 ہو گیا۔ اس سے ہی خطرناک بات یہ کہ جنوبی ایشیا میں بھی یہ پست ترین درجہ پر ہے۔ بھارت کا نمبر 129 اور بنگلہ دیش 136 ویں نمبر پر ہے۔[7]

ترقی یافتہ ممالک میں غربت کی صورتحال

دنیا میں بڑھتی ہوئی غربت صرف تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک ہی کا مسئلہ نہیں بلکہ انتہائی ترقی یافتہ ممالک بھی اپنے تمام تر وسائل اور کوششوں کے باوجود غربت کے اس گمبیھر مسئلے کے سامنے بے بس دکھائی دیتے ہیں۔ گذشتہ اعدادو شمار کے مطابق دنیا کی واحد سپر پاور سمجھی جانے والی ریاست امریکہ میں غربت کی شرح 15 فیصد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس امیر ترین ملک کے چار کروڑ ساٹھ لاکھ افراد غربت کی لکیر سے نچلی سطح پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔[8] ترقی یافتہ یورپین ممالک کے حالات بھی اس سے مختلف نہیں۔ بین الاقوامی امدادی تنظیم آکسفیم کی رپورٹ کے مطابق 2011ء تک 500 ملین آبادی پر مشتمل یورپی یونین میں 121 ملین افراد غربت کے عالم میں زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔ آکسفیم کہتی ہے:

Oxfam's analysis is based on the EU's official definition of poverty. In 2011, there were 121million people at risk of poverty in the EU representing 24.3 percent of the population.[9]

مذکورہ اعداو شمار سے پتہ چلتا ہے کہ غربت و افلاس کا مسئلہ مسلسل طاقتور ہوتا جارہا ہے۔ یہ مسئلہ شخصی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک مسئلہ تمام مسائل کی جڑ ہے۔ کیونکہ ایک بھوکا شخص اپنی بھوک مٹانے کے لئے ہر طرح کا جائز و نا جائز کام کرے گا اور اس طرح ملکی امن و امان کے لئے مسئلہ بن جائے گا۔ بہت سے نفسیاتی مسائل بھی غربت کا ہی نتیجہ ہیں۔ یہاں تک کہ ایک مفلس شخص اپنے اعضاء بلکہ اپنے بچوں کا بھی سودا کر سکتا ہے اور بعض اوقات نوبت خود کشی تک آجاتی ہے۔ آئے روز ہم غربت کی وجہ سے والدین کا اپنے بچوں کو قتل کرنے اور پھر خود کشی کر لینے کے واقعات سنتے ہیں۔

غربت وافلاس اور انسانی تاریخ

غربت و افلاس کا المیہ نیا نہیں بلکہ غربت کی تاریخ دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ یہ صرف دور حاضر کا مسئلہ نہیں بلکہ انسانی تاریخ کے آغاز ہی سے غربت اور امارت کی تفریق نظر آتی ہے۔ غربت کی روک تھام کے لئے مختلف ممالک نے مختلف قوانین متعارف کروائے۔ کسی نے سرمایہ دارانہ نظام کا راگ الاپا تو کسی نے جمہوریت کو

کمزور انسانوں کا مسیحا قرار دیا۔ کسی نے کمیونزم کو بقا کا ضامن قرار دیا۔ اقوام متحدہ نے 1992 سے سترہ اکتوبر غربت کے خاتمے کا عالمی دن قرار دیا جو آج بھی منایا جاتا ہے۔ اس دن کا مقصد غربت و محرومی کا خاتمہ کرنے کی تجاویز و اقدامات اور فلاح و بہبود کے منصوبوں کی اہمیت اجاگر کرانا ہے۔

غربت و افلاس کے اسباب

غربت و افلاس کے بہت سے ممکنہ اسباب ہو سکتے ہیں جن میں آبادی کا بڑھنا، وسائل کی کمی اور جہالت کو بڑا سبب مانا جاتا ہے اور ان کے سدّباب پر زور دیا جاتا ہے۔ میرے ناقص علم کے مطابق غربت و افلاس کا سب سے بڑا سبب وسائل کی تقسیم میں انصاف نہ ہونا ہے اور وسائل کی غلط تقسیم موجودہ نظام معیشت اور طرز حکمرانی کی سب سے بڑی خامی ہے۔ وسائل کی کمی کے سبب کو دل و دماغ اس لیے تسلیم نہیں کرتے کیونکہ رزق کی فراہمی کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے اپنے اوپر لی ہے۔ اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک نام الرزاق بھی ہے جس سے مراد ہے رزق دینے والا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الأَرْضِ إِلاَّ عَلَى اللّهِ رِزْقُهَا (06:11) ترجمہ: ”اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہی ہے جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمہ نہ لے رکھا ہو۔“ کوئی بڑے سے بڑا ماہر اقتصادیات یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ آج زمین پر جتنی پیداوار ہے اس سے زیادہ آبادی ہے۔ کیونکہ اللہ پاک نے جس انسان کو پیدا کیا اس کے رزق کا بھی بندوبست کیا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُم (31:17) ترجمہ: ”اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔“

ورلڈ وائیڈ فنڈ فار نیچر نے 9-9-1999 میں ایک رپوٹ شائع کی جس میں بتایا گیا کہ دنیا کی آبادی پانچ ارب تہتر کروڑ سات لاکھ سے بڑھ چکی ہے۔ اس پونے چھ ارب کی آبادی کے لئے اجناس اور گوشت ایک ارب اکتیس کروڑ اکاون ٹن کی مقدار میں موجود ہے اور 9 کروڑ 10 لاکھ ٹن مچھلی دستیاب ہے۔ مگر دنیا کا قدرتی ماحول یعنی زندگی کے لوازمات، کثرت استعمال، ناجائز استعمال، بدنظمی اور بدانتظامی کی وجہ سے نہایت تیزی سے زوال پذیر ہیں چنانچہ آنے والی نسلوں کے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔[10] پاکستان کے ایک ماہر اقتصادیات ڈاکٹر محبوب الحق نے بھارت کی ایک شخصیت امرتا سین سے مل کر انسانی معیار زندگی کا ایک اعشاریہ ہیومن ڈویلپمنٹ انڈیکس کے نام سے وضع کیا جس کے ذریعہ یہ دکھانا مقصود تھا کہ ترقی صرف کل پیداوار اور آمدنی میں اضافہ کا نام نہیں بلکہ اس اضافے سے عام آدمی کے معیار زندگی اور اس کے ارد گرد کے ماحول میں ترقی کا نام ہے۔[11] یعنی آمدنی اور کل پیداوار مین اضافہ تب تک بے سود ہے جب تک اس اضافے کی تقسیم منصفانہ نہیں ہو گی۔

پاکستان کے اقتصادی امور کے ایک اور ماہر منصور احمد بتاتے ہیں کہ پاکستان اپنی آمدن کا بڑا حصہ انسانی ترقی کے شعبوں پر خرچ کرنے سے قاصر رہا ہے۔ ترجیحات کے درست نہ ہونے اور کرپشن کی وجہ سے پاکستان اپنے ہیومن رائٹس ریسوسز کو بہتر نہیں بنا سکا اس لیے صحت تعلیم اور دیگر شعبوں میں اپنے ہمسایہ ممالک سے پیچھے رہ گیا۔[12] ڈاکٹر اکمل حسین کی رائے میں پاکستان میں اقتصادی ترقی صرف امیر لوگوں کے گرد گھومتی ہے۔ اقتصادی ترقی کی غیر مساوی تقسیم کی وجہ سے آزادی کے اتنے برسوں بعد بھی 40 فیصد پاکستانی ایسے ہیں جن کو روزانہ 2100 کیلوریز یا پیٹ بھر کر کھانا نہیں مل رہا۔ حکومت کی طرف سے دی جانے والی پبلک سروسز اسی ایلیٹ کلاس کو مل رہی ہیں جو ٹیکس بھی نہیں دیتے اس پر ستم یہ کہ کرپشن نے حالات مزید خراب کر دیے ہیں۔[13]

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا غربت و افلاس واقعی ایسا پیچیدہ اور نہ حل ہونے والا مسئلہ ہے کہ انسان ہر طرح کی کوششوں اور اقدامات کے باوجود اس پر قابو نہیں پا سکا یہاں تک کہ موجودہ ترقی یافتہ ممالک اپنے بے پناہ وسائل کے باوجود اس مسئلے کے سامنے بے بس دکھائی دیتے ہیں؟ نہیں! غربت کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا خاتمہ ممکن نہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے نہ صرف اس مسئلہ کا حل پیش کیا بلکہ عملی طور پر اسے مملکت میں لاگو بھی کیا۔ یہ اسلامی دور حکومت ہی ہے جس کی بنیاد حضرت محمد ﷺ نے رکھی اور ایک ایسا نظام معیشت فراہم کیا کہ جو دنیا میں پہلے سے رائج نظام معیشت کی خامیوں سے مبرہ تھا۔ تاریخ اسلامی پر نظر ڈالی جائے تو واقعات و شواہد یہی بتاتے ہیں کہ دنیا میں بھوک و افلاس، تنگدستی، خود ساختہ استحصالی اور معاشرتی عدم توازن کو ختم کرکے خیر و بھلائی اور دنیاوی و اُخروی کامیابی کے لئے سیرت طیبہ اور تعلیمات نبوی کی پیروی ضروری ہے۔ چنانچہ ہمیں رسول اکرم ﷺ کی سیرت میں غربت وافلاس کے خاتمے کے لئے درج ذیل اقدامات نظر آتے ہیں:

فقر و فاقہ سے پناہ مانگنا

انسان کو اپنے رب سے دعا مانگتے رہنا چاہیے کہ وہ اُسے فقر و فاقہ کی زندگی سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا[14] ترجمہ: "قریب ہے کہ فقر و محتاجی کفر بن جائے۔" آپؐ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگا کرتے تھے اِن میں فقر و محتاجی سے بچاؤ کی دعا بھی شامل ہے۔ حدیث رسول ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ[15] ترجمہ: "اے اللہ! میں فقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور قلّت سے۔" حضرت علی علیہ السلام اپنے بیٹے محمد حنفیہؒ سے فرماتے ہیں: یَا بُنَيَّ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ الْفَقْرَ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْهُ فَإِنَّ

الْفَقْرَ مَدْهَشَةٌ لِلْعَقْلِ دَاعِيَةٌ لِلْمَقْتِ[16] ترجمہ: "اے فرزند! میں تمہارے لیے فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں لہٰذا فقر و ناداری سے اللہ کی پناہ مانگو۔ کیونکہ فقر و تنگدستی عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا باعث ہے۔"
فقر و فاقہ سے بچنے کے لئے فضول خرچی اور اسراف سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ (27:17) ترجمہ: "بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔" ایک اور جگہ ارشاد ہے:وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا (26:17) ترجمہ: "قرابت داروں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں کو بھی اور (اپنا مال) فضول خرچی سے مت اُڑاؤ۔"
سورہ فرقان میں ارشاد ہے:وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا(25:67) ترجمہ: "اور وہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں نہ تنگی کریں۔" معصومین (علیہم السلام) بھی اسراف اور فضول خرچی سے بچنے کے بہت فائدے بتاتے ہیں۔ جیسا کہ امام صادق (علیہ السلام) ارشاد فرماتے ہیں:وَ مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ وَ التَّقْدِيرُ نِصْفُ الْعَيْشِ[17] ترجمہ: "جس نے میانہ روی کی وہ فقیر نہ ہوگا۔"

صحابہؓ کی ذہنی تربیت

رسول اکرم ﷺ نے غربت وافلاس کو ختم کرنے کے لئے امت کی ذہنی تربیت کی اور اپنے صحابہ کرام کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کر دی کہ اصل دولت اس کا قناعت پسند اور دل کا دولت مند ہونا ہے۔آپؐ نے فرمایا:وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ[18] ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے جو مال تمہارے لیے تقسیم کیا ہے اُس پر راضی اور خوش ہو جاؤ تو تم تمام لوگوں سے زیادہ مالدار ہو جاؤ گے۔" رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کے ذہنوں میں اِس نظریے کو جلا بخشی کہ اُن کے مالوں میں ہونے والا اضافہ دراصل فقراء اور مساکین کو اُن کا حق ادا کرنے کا ہی صلہ ہے۔ لہٰذا غریب اور تنگدست لوگوں پر اپنا مال خرچ کرنے میں کسی قسم کا بوجھ تصور نہ کرو۔ آپؐ نے فرمایا:أَبْغُونِي ضُعَفَاءَكُمْ فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُم[19] ترجمہ: "میری رضا اپنے کمزور لوگوں کے ساتھ احسان کرکے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ تمہیں اپنے کمزور اور ضعیف لوگوں کی وجہ سے مال و دولت اور نصرت ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دو بھائی تھے جن میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا اور دوسرا محنت مزدوری کرتا تھا۔ محنت مزدوری کرنے والے نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا:لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ[20] ترجمہ: "تجھے بھی شاید اِسی کی وجہ سے روزی ملتی ہے۔"

محنت کا فروغ

رسول اکرم ﷺ نے لوگوں میں سستی اور کاہلی کو ختم کرنے کے لئے محنت کی عظمت پر زور دیا۔ آپؐ نے گداگری کی مذمت کی کیونکہ فقر وفاقہ کا ایک سبب تن آسانی اور گداگری ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے: وَلَا یَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللهُ لَهُ بَابَ فَقْرٍ[21] ترجمہ: "جب کوئی بندہ لوگوں سے مانگنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر فقر وافلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے۔" رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کو نہ صرف محنت کرنے کا درس دیا بلکہ اُنہیں عملی نمونہ بن کر دیکھایا۔ آپؐ نے بچپن میں مکہ مکرمہ کے مقام پر خود بکریاں چرائیں۔ اور چرواہوں کو عزت بخش کر یہ پیغام دیا کہ بکریاں کوئی معیوب کام نہیں ہے۔ یہ وہ مقدس پیشہ جسے ہر نبی محتشم نے اختیار کیا ہے۔ ایک اور حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا خَيْرًا مِن أَنَ يَأْكُلَ مِن عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ كَانَ يَأْكُلُ مِن عَمَلِ يَدِهِ[22] ترجمہ: "کسی نے اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے سے بہتر کھانا نہیں کھایااور بلاشبہ حضرت داوٗد اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔"

رسول اکرم ﷺ نے محنت کے نہ صرف دنیاوی فائدے بتائے بلکہ اُخروی فوائد بھی بتائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں بہت سے ایسے آئمہ اور مفسرین و محدثین گزرے ہیں جو اپنے اپنے آباوٗاجداد کے نسبت اپنے معمولی پیشوں کے حوالے سے زیادہ معروف تھے۔ مثلاً امام غزالیؒ، امام جصاصؒ اور امام قدوریؒ وغیرہ۔ محنت کی عظمت کی اِس سے زیادہ حوصلہ افزائی کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک مزدور کے ہاتھ کا بوسہ لے کر فرمایا یہ وہ ہاتھ ہے جسے آگ نہیں چھوئے گی۔[23] سیرتِ طیبہ کی روشنی میں یہ سبق ملتا ہے کہ ہر شخص اپنی صلاحیتوں کے لحاظ سے زمین پر ملنے والے رزقِ الٰہی سے اپنی پسند کے مطابق جائز ذرائع سے اپنے بیوی بچوں کے لئے معاش کا اہتمام کرے اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس سلسلے میں آنے والی مشکلات کو دور کرے۔ اسلامی ریاست ہر شخص کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کرنے کی پابند ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کی ایک شخص کو روزگار کا سامان دینے کی مثال ہے۔ آپؐ نے ایک نوجوان کی وقتی طور مدد کرنے کی بجائے اُس کا کمبل اور پیالہ بولی میں فروخت کرکے ۲ درہم لیے۔ ایک درہم سے اُس کے اہلِ خانہ کے لئے کھانے پینے کا سامان اور دوسرے سے کلہاڑی خرید کر خود دستِ نبوت سے اُس کا دستہ لگا کر اُس بندے کو لکڑیاں کاٹنے اور بیچنے کے کاروبار پر لگا دیا۔[24]

ایثار و مواخات

اسلامِ دین فطرت ہے اور شریعتِ محمدیہ اُس دین کا تشریعی نظام، شریعتِ محمدیہ میں درجاتِ معشیت میں سوشلزم کی طرح غیر فطری مساوات نہیں البتہ اِس نے (حقِ معشیت) میں جملہ انسانوں کو بغیر کی تفریق کے برابر قرار

دیا۔ اِس کام کے لئے اِس نے برادرانہ مواخات اور باہمی ہمدردی اور غمخواری کی تعلیمات سے کام لیا۔ سیرت نبوی میں باہمی بھائی چارے کی سب سے بڑی مثال معاہدہ مواخاتِ مدینہ ہے جو آپؐ نے بغیر ساز و سامان کے ہجرت کرکے آئے مہاجرین اور انصارِ مدینہ کے درمیان کرایا۔ اور ہمدردی کا ایسا ماحول پیدا کیا کہ کسی کو اپنی تکلیفوں اور تنگدستی کا احساس ہی نہ ہونے پائے یوں آپؐ نے اُس پورے معاشرے کو ایک خاندان کی طرح جوڑ دیا۔اِس سے مہاجرین کے معاشی مسائل کا مداوا ہوا۔ حدیث نبوی ہے ہم ہر غریب اور مفلس کی غربت و افلاس کی ٹیس اور چھن اس طرح محسوس کریں جس طرح ایک عضوءِ بدن میں تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔[25] آپﷺ نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا۔ آپﷺ نے فرمایا:لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا[26] ترجمہ: "تم ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، نہ خرید وفروخت میں بولی بڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکا دو، نہ باہم بغض رکھو، نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو، نہ ایک دوسرے کے سودے پر سودا کرو، اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔" امام غزالی کی (الاسلام والمناھج الاشتراکیہ) کے حوالے سے نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں:
حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا اے مہاجرین وانصار کی جماعت! تمھارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے پاس نہ تو کوئی مال ہے اور نہ اُن کا کوئی قبیلہ ہے (جو اُن کی نگہداشت کرے) لہٰذا تمہیں چاہیے کہ ایک آدمی اِن میں سے دو تین آدمیوں کو اپنے ساتھ (کھانے پینے اور کاروبار میں) شریک کرے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے ساتھ دو تین آدمیوں ملا لیا۔ حالانکہ میرے پاس دوسرے آدمیوں کی طرح صرف اونٹوں کا ایک گلہ تھا۔[27]

تقسیمِ دولت کے اقدامات

اسلام دولت کے چند ہاتھوں میں مرکوز ہونے کے خلاف ہے اِسی لیے رسول اکرمﷺ نے معاشرے سے غربت و افلاس ختم کرنے کے لئے تقسیم دولت کے اقدامات کیے۔ اسلامی ریاست کے معاشی امور بجالانے اور دولت کو کچھ چند ہاتھوں کے تصرف سے نکالنے کے لئے آپؐ نے عوام کو دو حصوں مسلم اور غیر مسلم میں تقسیم کیا۔ اس طرح مسلمانوں پر نظام زکوۃ و عشر لگایا اور غیر مسلموں پر جزیہ و خراج لاگو کیا۔ زمانہِ قدیم سے ہی طبقاتی تقسیم کو ختم کرنے کے لئے حکومتیں عوام پر ٹیکس لگاتی ہیں لیکن اگر ہم حکومتوں کے ٹیکس کا جائزہ لیں تو یہ ظالمانہ اور عوام کے استحصال کا باعث ہوتے ہیں اور اِن میں بعض ٹیکس معاشرے کے ہر طبقہ خواہ غریب

اور فقراء ہی کیوں نہ ہوں اُنہیں دینے پڑتے ہیں مثلاً سیلز ٹیکس ، لیکن سیرتِ رسولؐ کا جائزہ لیں تو زکوۃ وعشر اور جزیہ وخراج کے لئے ایسے ضابطے مقرر کیے گئے کہ یہ کسی پر بوجھ نہ بنیں۔

زکوۃ وعشر

زکوۃ مالدار صاحب نصاب پر سال میں ایک دفعہ فرض ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا :اِنَّ اللہَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ اِلٰی فُقَرَآءِهِمْ[28] ترجمہ : "ان کے لئے اللہ نے زکوۃ دینا ضروری قرار دیا ہے- یہ ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر خرچ کی جائے گی۔" زکوۃ کی ادائیگی کے حکم کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے اس کا مکمل نصاب اور طریقہ جاری کیا اور مقررہ شرح سے زیادہ ادائیگی سے منع فرمایا۔ آپ نے یہ حکم نامہ جاری فرمایا: "مسلمانوں میں سے جس شخص سے اس نصاب اور شرح کے مطابق مال طلب کیا جائے وہ اسے ادا کرے اور جس سے اس شرح سے زائد مطالبہ کیا جائے وہ ادا نہ کرے۔"[29] عشر سے مراد پیداوار کا دسواں حصہ ہے جو مسلمانوں کی پیداوار سے وصول کیا جاتا ہے اور زکوۃ وعشر سے حاصل ہونے والی رقم عوام کی فلاح و بہبود، جنگی اخراجات اور دیگر قومی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال کی جاتی۔اس کے علاوہ مسلمانوں سے کوئی اور ٹیکس زبردستی نہ لیا جاتا بلکہ انہیں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت بتا کر زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرنے کی ترغیب دی جاتی۔

جزیہ وخراج

غیر مسلموں سے جزیہ اور خراج وصول کیا جاتا۔ جزیہ صرف ان افراد پر عائد کیا جاتا جو لڑنے کے قابل ہوتے، بچے بوڑھے، خواتین اور معذور افراد کو استثناء حاصل ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو جزیہ کے بارے میں حکم دیا: "ہر بالغ (غیر مسلم) مرد سے ایک دینار یا اس کی برابر مالیت کا یمنی معافری کپڑا (بطور جزیہ) لینا۔"[30] جزیہ لیتے وقت ہمدردی اور نرمی کا سلوک کیا جاتا ایک دفعہ حضرت عمر نے ایک بوڑھے شخص کو بھیک مانگتے دیکھا تو وجہ دریافت کی اس نے کہا میرے پاس جزیہ ادا کرنے کے لئے مال نہیں تو آپ نے تمام گورنروں کے نام یہ حکم نامہ جاری کیا کہ کسی بوڑھے سے جزیہ وصول نہ کیا جائے۔[31] اکثر و بیشتر نہ صرف جزیہ معاف کر دیا جاتا بلکہ مستحقین غیر مسلموں کو ان کی ضرورت کے مطابق بیت المال سے وظیفہ ادا کیا جاتا۔ حضرت عمر کی یہ عادت تھی کہ خراج وغیرہ کی وصولی کے موقع پر آپ ہر علاقے کے دس معتمد افراد کو چار چار مرتبہ قسمیں دلا کر تحقیق کرتے کہ کہیں رقم کی وصولی میں زیادتی نہ کی گئی ہو۔

نان و نفقہ

زکوۃ کے بعد اہم پیشرفت نان و نفقہ ہے۔ غربت وافلاس کے لئے یہ وہ منفرد قانون ہے جو صرف اسلام ہی کا حصہ ہے۔ اسلام نے دولتمند رشتے داروں کا نان و نفقہ واجب قرار دیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ(19:51) ترجمہ: "اور ان کے مالوں میں مانگنے والوں اور محروم لوگوں کا حق ہے۔" سورۃ نور میں ارشاد ہے: وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللهِ الَّذِي آتَاكُمْ (33:24) ترجمہ: "اور انہیں اس مال میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشا ہے دے دو۔" ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں: "فقہ اسلامی میں کتاب النفقات کے تحت رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے جو احکام دیے گئے ہیں وہ نہ پرانی شریعتوں میں کہیں ملیں گے نہ جدید قوانین میں اس کا خیال پایا جائے گا۔" [32]

المختصر صاحب حیثیت آدمی پر اس کے غریب والدین، بیوی، چھوٹی اور نادار اولاد اور ضرورت مند بہن بھائیوں اور مستحق قریبی رشتہ داروں کا نان و نفقہ واجب ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت اور عدلیہ بھی اپنا کردار ادا کرتی ہیں اور جو صاحب حیثیت رضاکارانہ طور پر اپنے غریب اور قریبی رشتہ داروں کی کفالت پر راضی نہ ہو تو اسے قانونی طور پر ایسا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ثُمَّ قَالَ: ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهَكَذَا وَهَكَذَا يَقُولُ: فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ[33] ترجمہ: "تم اپنے آپ سے شروع کرو اور اپنی جان پر صدقہ کرو۔ اگر کچھ بچ جائے تو پھر تیرے اہل و عیال کے لئے اور اگر اہل و عیال سے بچ جائے تو پھر قریبی رشتہ داروں کا اور اگر قریبی رشتہ داروں سے بچ جائے تو پھر اسے تیرے سامنے اور دائیں بائیں پر خرچ کرو۔"

یہاں صدقہ کا لفظ ثواب کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ رشتہ داروں پر خرچ کرنا واجب ہے اور واجب صدقہ نفلی صدقہ پر مقدم ہے۔ مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے غربت وافلاس کے خاتمے کے لئے بہت سے اقدامات ایسے کیے کہ انہیں قانون بنا دیا ہے تاکہ غریبوں کی دادرسی کے ساتھ ان کی مالی مدد بھی ہو سکے۔ ان اقدامات کے علاوہ صدقہ و فطر، مال غنیمت و مال فئے اور میراث کی تقسیم وغیرہ کا بڑا مقصد یہی ہے کہ معاشرے سے بھوک اور افلاس کا خاتمہ کیا جا سکے۔

افتادہ زمین کی آبادکاری

انسانی زندگی میں زمین کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ (10:7) ترجمہ: "ہم نے تم کو زمین میں اختیار دیا اور تمہارے لیے اس میں سامان

زندگی رکھا۔" رسول اکرم ﷺ نے غربت کے خاتمے کے لئے زرعی ترقی کے اقدامات کیے کیونکہ روز مرہ غذائی ضروریات زراعت اور باغ بانی سے ہی پوری ہوتی ہیں۔ اس لیے زمین کو قابل کاشت بنانے کے اقدامات کیے گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اطْلُبُوا الرِّزْقَ فِي خَبَايَا الْأَرْضِ[34] ترجمہ: "رزق کو زمین کے پہناؤں میں تلاش کرو۔" آپ ﷺ نے اسلامی حکومت کے علاقے میں جہاں بھی افتادہ زمین پڑی تھی اس کے بارے میں اعلان فرمایا: من أحیا أرضًا میتۃً فھی لہ[35] ترجمہ: "جس نے کوئی بے آباد افتادہ زمین آباد کی تو وہی اس کا مالک ہے۔" بنجر زمین کی آبادکاری کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا: أَنَّ الأَرْضَ أَرْضُ اللهِ، وَالْعِبَادَ عِبَادُ اللهِ وَمَنْ أَحْيَا مَوَاتًا فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ[36] ترجمہ: "زمین اللہ کی ہے اور بندے بھی سب اللہ کے بندے ہیں اور جو شخص کسی بنجر زمین کو آباد کرے تو وہ اس زمین کا زیادہ حقدار ہے۔"

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے قبیلہ جہینہ کے کچھ لوگوں کو زمین عطاء کی لیکن انہوں نے اسے آباد نہ کیا تو کسی اور قبیلہ نے اسے آباد کر لیا۔ اس پر دونوں فریقوں میں جھگڑا ہو گیا اور معاملہ حضرت عمرؓ تک جا پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ میرے یا ابوبکرؓ کے دور کا معاملہ ہوتا تو میں تمہیں لوٹا دیتا۔ لیکن نہ تو رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ جاگیر ہے۔ لیکن اس معاملے کے بعد آپؐ نے فرمایا: "جس کے پاس کوئی زمین ہو اور وہ تین سال تک بنجر پڑی رہنے دے آباد نہ کرے اور دوسرے لوگ اسے آباد کرلیں تو وہ (آباد کرنے والے) اس زمین کے زیادہ حقدار ہیں۔"[37]

اشیائے خوردونوش کو ذخیرہ کرنے کی ممانعت

عہد رسالت میں اگرچہ عام حالات میں بھی مسلمان فقرو فاقہ اور غربت کا شکار تھے۔ لیکن کبھی تو حالات ایسے آجاتے کہ نوبت فاقہ کشی تک آجاتی۔ لہٰذا ان حالات کو بہتر کرنے کے لئے آپؐ یہ حکم دیتے کہ کھانے پینے کی اشیاء کو ذخیرہ نہ کیا جائے بلکہ ایثار کام لیا جائے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ قربانی کے موقع پر فرمایا: مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ[38] ترجمہ: "تم میں سے جس شخص نے قربانی کی ہے وہ تیسرا دن اس حال میں نہ کرے کہ اس کے گھر میں گوشت کی ایک بوٹی بھی ہو۔" صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے حکم پر سارا گوشت تقسیم کر دیا پھر جب حالات بہتر ہوئے تو آپؐ نے گوشت جمع کرنے اور زیادہ دن استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک سفر میں صحابہ کرامؓ کو حکم دیا: مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ سُوَرَةٌ، قَالَ: فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ[39] ترجمہ: "جس کے پاس زائد سواری ہو تو وہ اسے

اس شخص کو لوٹا دے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس زائد کھنا ہے وہ اسے اس شخص کو لوٹا دے کس کے پاس کھانا نہیں ہے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ اسی طرح چیزوں کے نام بیان فرماتے رہے حتی کہ ہم نے یہ بات سمجھ لی کہ ہمارے زائد مال میں ہمارا کوئی حق نہیں۔" اس حدیث میں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ یہاں "فلیعد به "یعنی "لوٹادو" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ انسان کے پاس جو زائد مال ہے وہ حقیقت میں کسی غریب کا حق ہے جو حقدار کو لوٹایا جاتا ہے یعنی یہ مستحق پر کوئی احسان نہیں بلکہ اسی کا حق ہے جو لوٹ کر اس کے پاس آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کے پاس جو زائد مال ہے وہ فقراء اور مستحقین کا ہے۔

* * * * *

حوالہ جات

1.http://data.worldbank.org/indicator/SI.POV.2DAY .
2.https://www.worldbank.org *poverty overview.*
3.http://tribune.com.pk/story/675805/sdpi-report-58-7m-pakistanis-living-below-poverty-line/
4. Human Develo pment report 1998.hdr.undp.org>content>humandevelopment
5 Bbcurdu.com وسعت اللہ خان کالم 06 June 2010.
6.http://wdi.worldbank.org/table/2.8.
7. Human Development report 2019 hdr.undp.org>files>hdr201
8.http://www.urduvoa.com/content/us-poverty/1751792.html.
9.http://www.oxfam.org/en/eu/pressroom/pressrelease/2013-09-15/25
10.WWF living planet report 1999.Awassets.panda.org>lpr-livi……
11. bbc.com 06 june 2010-
12.https://www.dw.com>انسانی ترقی کے شعبے میں پاکستان پیچھے کیوں 19-12-2015
13.https://www.dw.com>انسانی ترقی کے شعبے میں پاکستان پیچھے کیوں ۔
14۔ محمد بن سلامہ، مصری، قضائی، مسند شہاب، مترجم، پروفیسر علامہ محمد طارق نعیمی (لاہور، شبیر برادرز، 2016ء)، 271۔
15۔ احمد بن شعیب، نسائی، سنن نسائی، ج3 (الریاض، دارالاسلام للنشر والتوزیع، 1999) ح: 5460۔
16۔ علامہ سید الشریف، الرضی، نہج البلاغہ، مترجم، علامہ مفتی جعفر حسین، کلمات قصار 319 (لاہور، المعراج کمپنی، 2003)، 788۔
17۔ محمد ابن یعقوب، کلینی، اصول کافی، ج2 (تہران، دارالکتب الاسلامیہ، 1407ھ)، 139۔
18۔ محمد بن عیسی، الترمذی، السنن الترمذی، کتاب الزھد، باب مَن اتّقی المحارم فھو اعبد النّاس، (الریاض، دارالاسلام للنشر والتوزیع، 1999) ح: 2305۔

19۔ الترمذی، سنن الترمذی، الجھاد، باب ماجاءَ ف الاستفتاح بصعالیك المسلمین، ح:1702۔

20۔ ایضا، کتاب الزھد، باب فی التوکل علی اللہ، ح: 2345۔

21۔ عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری فی شرح البخاری، ج4 (القاہرہ، المطبعۃ السلفیۃ ومکتبتھا، 1981)، 94۔

22۔ محمد بن اسماعیل، البخاری، ابو عبداللہ، الجامع الصحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ، وَأصحابہ، وتخلیھم من الدُنیا، (الریاض، دارالاسلام للنشر ووالتوزیع، 1998) ح: 6452۔

23۔ ابن اثیر، الجذری، اسدالغابہ، مترجم، حضرت سعد انصاری، ج2 (بیروت، دار ابن حزم 1988) ، 626۔

24۔ ولی الدین الخطیب، التبریزی، مشکوۃ المصابیح، باب من لاتحل لہ المسئلہ (لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 2005)، 163۔

25۔ ایضا، 422 ۔

26۔ مسلم بن الحجاج، القشیری، صحیح مسلم ،، کتاب البروالصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ومہ و عرضہ ومالہ (بیروت، دارالاحیاء التراث العربی، س ن) ح 2564۔

27۔ ڈاکٹر نجات اللہ، صدیقی، اسلام کا نظریہ مملکت (لاہور، طبع اسلامک پبلیکیشنز، 1968ء)، 35۔

28۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب أخذ الصّدَقۃ من الأغنیاء وَتردَّ فی الفُقراء حَیثُ کانُو، ح: 1496۔

29۔ ایضا، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ح: 1454۔

30۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، السنن، کتاب الخراج، باب فی اخذ الجزیۃ، (الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، 1999) ح:3040۔

31۔ ابن زنجویہ، حمید، الأموال، السعودیۃ، ج1 (مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیۃ، 1986)، 162۔

32۔ ڈاکٹر یوسف، القرضاوی، مشکلات الفقر وکیف عالجھا الاسلام، اردو ترجمہ بنام، اسلام اور معاشی تحفظ (لاہور، البدر پبلیکیشنز، س،ن)، 63-64۔

33۔ القشیری ، صحیح مسلم، کتاب النفقات ،باب فی الابتداء بانفس والأھل و ذی القرابۃ، ح: 997۔

34۔ نورالدین، الھثیمی، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب البیوع، باب الکسب والتجارۃ والحث علی طلب الرزق (بیروت، بدار الفکر، س،ن) ح: 6237۔

35۔ ابوداود، سنن ابی داود ،الخراج، باب فی احیاء الموات (الریاض دار السلام للنشر والتوزیع 1999) ،ح: 3075۔

36۔ ایضا، ح: 3078۔

37۔ ابویوسف، کتاب الخراج، مترجم، مولانا نیاز احمد اوکاڑوی (لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س،ن) ، 185۔

38۔ البخاری، صحیح البخاری، کتاب الاضاحی، باب مایوکل من لحوم الاضاحی و مایتزوَّ دُ منھا، ح: 5569۔

39۔ القشیری ، صحیح مسلم، کتاب اللقطۃ، باب استحباب المُواساۃ بفُضُول المال، ح: 1728۔

Bibliography

1) Abu Dawoodd, Sunan Abi Dawood, Riyadh: Dar al-Slam, 1999.
2) Abu Yusuf, Kitab al-Khirāj, Trans. Maolana Niyaz Ahmad Ukadawi, Lahore: Maktaba Rahmaniyah, nd.
3) Al-Bukhari, Muhammad b. Ismael, Abu Abdillah, al-Jame' al-Sahi al-Bukhari, Riyadh: Dar al-Salam, 1998.
4) Ali b. Abi Bakr, Noor al-Dīn, al-Haythami, Majma' al-Zawai'd wa Manba' al-Fawai'd, Beirut: Dar al-Fikr, nd.
5) Al-Jazri, Ibn Ithīr, Asad al-Ghabah, trans. Hazrat Saad Ansari, Beirut: Dar Ibn Hazm, 1988.
6) Al-Qardhawi, Dr. Yusuf, Mushkilāt al-Faqr wa Kayfa Alijuha al-Islam, translated as Islam ka Muā'shi Tahfuz, Lahore: al-Badr Publications, nd.
7) Al-Qushayri, Muslim b, al-Hajjaj, Sahi Muslim, Beirut: Dar al-Ihya al-Turath al-Arabi, nd.
8) Al-Radi, Allama Sayyed al-Sharif, Nahj al-Balagah, trans. Allama Mufti Jafar Husyn, Lahore: al-Me'raj Co., 2003.
9) Al-Tabrezi, Wali al-Dīn al-Khatīb, Mishkāt al-Masabīh, Lahore: Maktaba Rahmaniyyah, 2005.
10) Al-Tirmizi, Muhammad b. Esa, al-Sunan al-Tirmizi, Kitāb al-Zuhd, Riyadh: Dar al-Salam, 1999.
11) Ibn Hajr Asqalani, Fat'h al_bari fi Shar al-Bukhari, Cairo: al-Matba'a al-Salfiyyah 1981.
12) Ibn Zanjowayh, Hamīd, al-Amwāl, Saudi Arabia: Markaz al-Malik Faisal li al-Bohuth wa al-Darasār al-Islamiyyah, 1986.
13) Kulayni, Muhammad b. Yaqub, Usūl al-Kafi, Tehran: Dar al-Kutub al-Islamiyyah, 1407/
14) Nasai, Ahmad b. Shoayb, Sunan Sasai, Riyadh: Dar al-Salam, 1999.
15) Siddiqui, Dr. Najatullah,, Islam ka Nazriya-ye Mumlikat, Lahore: Taba' Islamic Publications, 1968'
16) Solaiman b. al-Asha'th al-Jestani, Abu Dawood, al-Sunan, Riyadh: Dar al-Salam, 1999.

مکلی کا قبرستان، ایک اہم ثقافتی، ادبی ورثہ

CEMETERY OF MAKLI: AN IMPORTANT CULTURAL AND LITERATURAL HERITAGE

Syed Asad Ali Kazmi

Abstract

Mukli Cemetery is the second largest cemetery in the Muslim world which was declared a World Heritage Site by UNESCO in the 1980s. Unfortunately, no significant research is available on this heritage, especially for the Urdu-speaking class. There is room for a large collection of research material in the form of poems and prose fragments from Persian artefacts from Mukli's cemetery, which shows the history, cultural attitudes, and especially the funeral rites of that era, as well as the regional ways of emotional expressivity to the deceased. While highlighting the cultural significance of this cemetery, this article presents important material on Persian poetry and literature.

Key words: *Makli, Persian, poetry and literature, Cemetery.*

خلاصہ

مکلی کا قبرستان مسلم دنیا کا دوسرا بڑا قبرستان ہے جسے یونیسکو نے ۸۰ء کی دہائی میں عالمی ثقافتی ورثے کا درجہ دیا۔ بدقسمتی سے ابھی تک اس ورثے کے متعلق کوئی قابل ذکر تحقیق علی الخصوص اردو دان طبقے کے لئے میسر نہیں ہے۔ مکلی کے قبرستان سے فارسی آثار میں سے اشعار اور نثری ٹکڑوں کی صورت میں بہت سا تحقیقی مواد جمع کرنے کی گنجائش موجود ہے جو اس عہد کی تاریخ، ثقافتی رویوں، اور علی الخصوص تدفین کی رسوم، نیز فوت شدگان سے جذباتی وابستگی کے اظہار کی علاقائی روشوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اس قبرستان کی ثقافتی حیثیت کو اجاگر کرنے کے ضمن میں یہاں موجود فارسی شعر وادب کے آثار پر بھی اہم مواد پیش کیا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: مکلی، فارسی، شعر وادب، عالمی ورثہ، قبرستان۔